بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کسی کو خون کی ڈرپ لگی ہو یا پیشاب کی تھیلی نلکی کے ذریعے لگائی گئی ہو تو وہ نماز کیسے پڑھے گا؟ جماعت میں شرکت کرنا اس کے لئے جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبداللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً:

واضح رہے کہ جس آدمی کو خون کی ڈرپ لگی ہے، اگر ڈرپ کے ختم ہونے کے بعد اس کو اتنا وقت ملتا ہے کہ وضو کر کے نماز پڑھے تو اس صورت میں ڈرپ کے ساتھ نماز نہیں ہوگی، کیونکہ وہ حاملِ نجاست ہے اور ڈرپ کا وقت سے پہلے ختم ہونے کی صورت میں معذور بھی نہیں ہے، لیکن اگر ڈرپ اتنے وقت میں ختم نہ ہو جس میں وہ وضو کر کے نماز پڑھ سکے تو وہ معذور شمار ہوگا، لہٰذا ڈرپ لگنے کی حالت میں وضو کر کے نماز پڑھ سکتا ہے۔ ہاں البتہ اگر مریض کی حالت زیادہ خراب نہ ہو تو ڈرپ نکال کر نماز پڑھنے کے بعد دوبارہ لگالے۔

اسی طرح جس کو پیشاب کی تھیلی نلکی کے ذریعے لگائی گئی ہے تو وہ بھی معذور ہے کیونکہ وہ اپنے پیشاب کے روکنے پر قادر نہیں ہے، چنانچہ اُس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ وہ ہر نماز کے وقت وضو کر کے نماز پڑھے۔

باقی رہی بات جماعت میں شرکت کرنے کی، تو چونکہ دونوں مذکورہ شخص حاملِ نجاست ہیں لہٰذا نجاست کی حالت میں مسجد کی جماعت میں شرکت کرنا ان کے لئے درست نہیں۔

لما في رد المحتار:

«لو صلى حاملاً بيضة مذرة صار محها دماً جاز؛ لأنه في معدنه، والشيء ما دام في معدنه لا يُعطى له حكم النجاسة، بخلاف ما لو حمل قارورة مضمومة فيها بول فلا تجوز صلاته؛ لأنه في غير معدنه كما في "البحر" عن "المحيط"».

(كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة: ٢/٩٢، رشيدية)

وفي المحيط البرهاني:

«إذا صلى وفي كمه قارورة فيها بول لا تجوز الصلاة سواء كانت ممتلئة أو غير ممتلئة؛ لأن هذا ليس في ...... ولا في معدنه».

(كتاب الصلاة، الفصل الرابع عشر: فيمن يصلي ومعه شيء من النجاسة. ٢/٣١ ط: المكتبة الغفارية)

وفي فتاوى اللكنوي:

«ولو صلى وفي كمه قارورة مشدودة مضمومة فيها

(جاری ہے)

Scanned by CamScanner

بول، لم تجز صلاته لأنه في غير معدنه ومحلّه."

(كتاب الصلاة، نوع منها: عدم حمل النجاسة، ص ٢٣١، دار ابن حزم)

وفي التنوير وشرحه:

"وصاحب عذر من به سلس بول لا يمكنه إمساكه أو استطلاق بطن أو انفلات ريح أو استحاضة أو بعينه رمد أو عمش أو غرب، وكذا كل ما يخرج بوجع ولو من أذن وثدي وسرّة إن استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة بأن لا يجد في جميع وقتها زمنا يتوضأ ويصلي فيه خاليا عن الحدث ولو حكما لأن الانقطاع اليسير ملحق بالعدم وهذا شرط العذر في حق الابتداء وفي حق البقاء كفى وجوده في جزء من الوقت ولو مرة وفي حق الزوال يشترط استيعاب الانقطاع تمام الوقت حقيقة لأنه الانقطاع الكامل. وحكمه الوضوء لا غسل ثوبه ونحوه لكل فرض اللام للوقت كما في "لدلوك الشمس" ثم يصلي به فيه فرضا ونفلا فدخل الواجب بالأولى فإذا خرج الوقت بطل أي ظهر حدثه السابق."

(كتاب الطهارة، باب الحيض، مطلب: في أحكام المعذور ١/٥٥٣-٥٥٦، ط: رشيدية)

وفي التنوير الأبصار مع ردّ المحتار:

(وإدخال نجاسة فيه) عبارة الأشباه: وإدخال نجاسة فيه من يخاف منها التلويث اهـ. ومفاده الجواز لو جافة، لكن في الفتاوى الهندية: لا يدخل المسجد من على بدنه نجاسة.

(كتاب الصلاة، باب: ما يفسد الصلاة، وما يكره فيها، مطلب: في أحكام المساجد ٢/٥١٧، ط: رشيدية) فقط.

والله سبحانه وتعالى اعلم

كتبه: محمد حسن

المتخصص في الفقه الاسلامي

بالجامعة الفاروقية بكراتشي

١٢/١/١٤٣٩هـ

الجواب صحيح

[signature]

١٧/١/١٤٣٩هـ

الجواب صحيح

[signature]

١٧/١/١٤٣٩هـ

Scanned by CamScanner